© rasailojaraid.com

حواء بھی شریک تھی۔ امام قرطبی نے اس کی کئی وجوہات بیان کی ہیں:

(ا) واضح ترین توجیہ یہ ہے کہ اکثر معاملات میں عورت مرد کے تابع ہوتی ہے، اسی بنا پر حواء کا تذکرہ نہیں کیا گیا اگر چہ حواء علیہا السلام بھی اس حکم میں داخل ہے یعنی ان کی توبہ بھی قبول ہوگئی تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ دونوں کی توبہ کا ذکر آیا ہے ﴿ قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين ۝﴾ (الأعراف/۲۳) یعنی دونوں نے کہا۔

(ب) اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عورت طبعی طور پر پردے میں رہتی ہے اور اس فطری صفت کو مدنظر رکھتے ہوئے حواء کا گناہ پر پردہ ڈالا گیا، ان کی طرف گناہ کی نسبت نہیں کی گئی پھر توبہ کی نسبت بھی صرف آدم کی طرف کردی گئی۔ (وعصٰی آدم ربه فغوٰی) (القرطبی، الشوکانی) ☆

﴿ انه هو التواب الرحيم ﴾ یہ جملہ فرمان الٰہی (فتاب علیه) کی تعلیل ہے یعنی اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ اللہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم والا ہے۔ (هو) ضمیر فصل ہے جو حصر اور تاکید کا فائدہ دیتی ہے۔ (التواب) اور (الرحيم) دونوں مبالغہ کے صیغے اللہ کے صفاتی اسماء میں سے ہیں۔ (التواب) ''بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا'' کیونکہ اس کی طرف توبہ کرنے والے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے بندوں کی توبہ پر بہت زیادہ خوش بھی ہوتا ہے۔ (الرحيم) ''بہت وسیع رحمت والا'' اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے رحم کرتا ہے اور اسی وسیع رحمت کی وجہ سے آدم کو توفیق دی پھر اسے معاف فرمایا۔ (ابن العثيمين، السعدی)

☆☆☆☆☆

☆ تیسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے شرف نبوت سے مزین ہونے کی وجہ سے توبہ کی قبولیت وضاحت ''عقیدہ عصمت'' کی پاسداری میں ضروری تھی۔ جبکہ حواء کے معاملے میں یہ بات اتنی اہم نہ تھی۔ واللہ اعلم (ابو محمد)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درس حدیث: 3 (آخری)

احکامِ سترہ

أبومحمد عبدالوهاب خان

(قال أبوداؤدؒ) حدثنا مسدد حدثنا بشر بن المفضل حدثنا إسمعيل بن أمية حدثني أبوعمروبن محمد بن حريث أنه سمع جده حريثا يحدث عن أبي هريرة ﷛أن رسول الله ﷺ قال: ''**إذا صلى أحدكم فليجعل تلقاء وجهه شيئًا، فإن لم يجد فلينصب عصاً، فإن لم يكن فليخط خطاً، ثم لايضره من مر بين يديه.**''

تخريج: سنن أبي داؤد، الصلاة باب ۱۰۳: الخط إذا لم يجد عصا حديث ۶۸۹، سنن ابن ماجه إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ۳۶ :مايستر المصلي حديث ۹۴۳ ۱/۳۰۳، صحيح ابن حبان، مسند أحمد ۲/۲۴۹، ۲۵۵، ۲۶۶.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ﷛ کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنے سامنے کوئی (مناسب) چیز (بطور سترہ) رکھا کرو، اگر کوئی (چوڑی) چیز نہ ملے تو لاٹھی ہی کھڑی کر دے، اگر یہ بھی دستیاب نہ ہو تو لکیر ہی کھینچ لے۔ اس کے بعد اس کے آگے سے گزرنے والی کوئی چیز اسے (نماز میں خلل کا) نقصان نہیں دے سکتی۔''

حکم الحديث:

(۱) اضطراب: اس کی سند میں دو جگہ اختلاف ہوا ہے: (۱) اسماعیل بن امیہؒ کے استاد کے نام، کنیت اور ولدیت میں۔ (۲) اس شخص کی روایت اس کے باپ سے ہے یا دادا سے یا حضرت ابوہریرہ ﷛ سے بلا واسطہ؟

سفیان بن عیینہؒ: یہ حدیث اسی سند سے وارد ہوئی ہے اور ہمیں اس کو باندھنے کا کوئی سہارا نہ مل سکا۔ ابن المدینیؒ کے سوال پر بتایا: مجھے ''ابومحمد بن عمرو'' ہی یاد ہے، اسمٰعیل کی وفات کے بعد ایک شخص نے آ کر ابومحمد سے پوچھا تو اس کا بیان خلط ملط ہو گیا۔ [سنن أبي داؤد ۱/۴۴۴]

ابن حجرؒ: ''ابو عمرو بن محمد بن حریث یا ابوعمرو بن محمد بن عمرو بن حریث یا ابو محمد بن عمرو بن حریث''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسے طحاویؒ نے 'مجہول' کہا ہے، ابن حبانؒ نے ''الثقات'' میں ابو محمد کے نام سے ذکر کیا ہے۔[تھذیب ۱۰۲۰،۷۴۸] ابن حجرؒ:د،ق مجهول من السادسة [تقریب ۸۲۷۲]

ابن حجرؒ:حريث غير الصحابي مجهول من الثالثة [تقريب ۱۱۸۳]

الذہبیؒ: حريث العذري تفرد عنه إسمعيل بن أمية واضطرب فيه [ميزان الاعتدال ۱۷۹۱]

ابن الصلاحؒ نے اسے مضطرب کی مثال میں بیان کیا ہے۔[علوم الحديث،النوع التاسع عشر ص:۸٤]

خلالؒ عن الامام احمدؒ: الخط ضعيف .

امام دارقطنیؒ: لا يصح ولا يثبت ۔[النكت ۷۷۳/۲]

امام شافعیؒ نے سنن حرملہؒ میں کہا: ولا يخط المصلي إلا أن يكون في حديث ثابت فيتبع ۔

صنعانیؒ: یہ ضعف کی طرف اشارہ ہے۔[سبل السلام ۲۲٤/۱] بیہقیؒ: ایسے مسئلے میں استدلال لینے میں ہرج نہیں۔

بیہقیؒ: امام شافعیؒ نے اس سے استدلال کیا تھا، بعد میں توقف کیا۔[السنن الكبرىٰ ۲۷۱/۲]

البانیؒ: ضعيف [ضعيف سنن أبي داود وابن ماجه]

(۲) تصحیح: ابن حجرؒ: سفیان بن عیینہؒ کا مضطرب قرار دیا جانے والا قول طبرانیؒ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ابو ھارون متروک راوی ہے۔[النكت ۷۷۳/۲]

ابن عبدالبرؒ و صنعانیؒ: احمدؒ اور ابن المدینیؒ نے صحیح کہا ہے۔[التمهيد ۱۹۹/٤، سبل السلام ۲۲٤/۱]

ابن حجرؒ: شافعیؒ نے المختصر الکبیر للمزنیؒ میں اس سے استدلال کیا ہے۔[النكت ۷۷۳/۲]

اسے مضطرب کہنا غلط ہے بلکہ یہ ''حسن'' ہے۔ [بلوغ المرام مع سبل السلام ۲۲٤/۱]

اس حدیث کو امام ابو حاتم ابن حبانؒ نے بسند: عمر بن حريث عن جده سمع أباهريرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کر کے صحیح کہا ہے۔امام حاکمؒ وغیرہ نے بھی صحیح کہا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس راوی کی عدالت ثابت ہوگئی۔راوی کی شخصیت پہچانی گئی تو نام متعین نہ ہونے سے خاص فرق نہیں پڑتا۔[النكت ۷۷٤/۲]

احمد شاکرؒ: اضطراب ضعف کا سبب ہے، الا یہ کہ کسی راوی کے نام وغیرہ میں اختلاف ہو (اور ترجیح نہ ہو سکے) مگر راوی ثقہ ہو تو اضطراب اور صحت جمع بھی ہو سکتے ہیں، جیسے امام زرکشیؒ نے کہا ہے۔[الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث ص:۷۹]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) ترجیح: مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں مضطرب و ضعیف کہنے والوں کا قول درست لگتا ہے، کیونکہ جہالت کی وجہ سے راویوں کی توثیق معلوم نہ ہوسکی۔ امام احمدؒ کے اقوال میں تضاد ہوا۔ اور ابن حبانؒ مجہول راویوں کی توثیق کے قائل ہیں۔ امام حاکمؒ کا تساہل بھی مشہور ہے، اگر صاحب مستدرک مراد ہو، جبکہ یہ حدیث مستدرک میں نہیں ملی۔ بہرحال مجبوری کی صورت میں حالت نماز کا تأثر دینے کے لیے شواہد کے سہارے اس حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم

شواهد: عن سعيد بن جبيرؒ قال: إذا كان الرجل يصلي في فضاء فليركز بين يديه شيئا، فإن لم يستطع أن يركزه فليعرضه ، فإن لم يكن معه شئ فليخط خطاً في الأرض.''

[مصنف عبدالرزاق ٢/١٤، مسند مسدد الكبير، ورجاله ثقات۔ انظر: النكت على كتاب ابن الصلاحؒ ٢/٧٧٣]

استدراك: امام ابن حجرؒ نے ''شاهدان للحديث'' کا عنوان قائم کر کے صرف مذکورہ مقطوع روایت ذکر کی تھی۔

راقم الحروف کو ایک مرفوع شاہد بھی ملا ہے: عن أنس ﷛ قال قال رسول الله ﷺ :''ليستتر أحدكم في الصلاة بالخط بين يديه وبالحجر وبما وجد من شئ، مع أن المؤمن لا يقطع صلاته شئ''

[رواه ابن عساكرؒ وضعفه الألبانيؒ ضعيف الجامع الصغير٤٩٤٧۔ التراث ٢٧/٢٠]

تشریح: اس حدیث سے سترہ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے درجات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کا سترہ یہ ہے کہ آگے سے گزرنے والا نظر نہ آئے، جیسے دیوار، بڑا درخت وغیرہ۔ اگر ایسی چیز میسر نہ ہو تو لاٹھی ہی گاڑ دے (جس کی اونچائی کم از کم ایک ہاتھ ہوگی)۔ پچھلے درس میں کم از کم ثلثی الذراع (ایک فٹ) کو ترجیح دی گئی ہے۔ اگر ایسی چیز نہ ہو تو مجبوراً اس سے کم اونچائی کے سترے پر بھی گزارہ کرنا پڑے گا۔ نمازی مٹی یا پتھر جمع کرے۔ اگر سترے کی کوئی بھی صورت نہ بن سکے تو بمصداق ﴿ فاتقوا اللهَ ما استطعتم ﴾ لکیر ہی کھینچ لینا چاہیے۔ واللہ أعلم

آیئے دیکھیں کہ نبی پاک ﷺ نے کن کن چیزوں کا سترہ اختیار فرمایا۔

فصل اول: سترہ نبوی

مبحث (۱): بيت الله العتيق : ﴿فول وجهك شطر المسجد الحرام﴾ [البقرة١٤٤]

﴿ ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام﴾[البقرة١٤٩]

ابن عمر ﷛: میں نے بلال ﷛ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا: ''ہاں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دروازے کے بائیں جانب دو ستونوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں، پھر باہر تشریف لائے اور کعبہ شریف کے سامنے دو رکعتیں اور پڑھیں۔'' [بخاری الصلاة باب ۳۰ ح: ۳۹۷] کعبہ شریف میں نماز کسی بھی سمت پڑھ سکتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ نماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''هذه القبلة'' ''یہی قبلہ ہے۔''

[بخاری ح:۳۹۸ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

تنبیہ : مسجد حرام میں نماز کا شرف پانے والوں پر لازم ہے کہ **عین خانہ کعبہ** کی جانب نماز پڑھے۔ بہت سے نادان لوگ اس مقدس مقام پر **سمت قبلہ** سے متعلق **کوتاہی** کرتے ہیں۔ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

مبحث (۲): مقام ابراهیم علیہ السلام : امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ: میری تین باتیں رضائے الٰہی کے موافق ہوئیں: ...... میں نے عرض کیا: اے رسول ﷺ اگر ہم مقام ابراہیم کی جانب نماز کا اہتمام کریں (تو کیا خوب ہوگا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى﴾ [البقرة:۱۲۵، بخاری، الصلاة باب ۳۲ ح:۴۰۲] ''اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔'' طواف کے بعد کی دو رکعتوں کی **اصل جگہ مقام ابراہیم** کے پیچھے ہے۔

[بخاری الصلاة باب ۳۰ ح: ۳۹۵ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ]

مبحث (۳): محراب: ﴿......إذ تسوروا المحراب﴾ [صٓ:۲۱] ابن کثیرؒ: یہ محراب حضرت داود علیہ السلام کے محل میں بلند ترین جگہ تھی۔ [تفسیر القرآن العظیم ۴۸۱/۱] جزائریؒ: محراب سے مراد مسجد سے متصل ''مقصورہ'' ہے۔ [أيسر التفاسير ۳۱۰/۱] **''محرابِ مسجد''** دورِ نبوت میں نہیں تھا۔ اس کے آغاز اور شرعی حیثیت سے متعلق متضاد آراء پائی جاتی ہیں۔ اس موضوع پر الگ مضمون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

مبحث (۴): دیوار:

مسجد نبوی کی تعمیر میں کھجوروں اور درختوں کو کاٹ کر قبلے کی جانب لگایا گیا۔ [الرحيق المختوم ص ۲۰۴]

عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ: ''هبطنا مع رسول الله ﷺ فصلى إلى جدر فاتخذه قبلة.'' ''ہم آپ ﷺ کے ساتھ اترے پھر نبی کریم ﷺ نے ایک دیوار کو سترہ بنا کر نماز پڑھی۔'' [أبو داؤد، الصلاة، باب ۱۱۱ سترة الامام ح: ۷۰۸، ۴۵۵/۱ البانیؒ: حسن صحيح]

''كان بينه وبين الجدار ثلاثة أذرع'' [بخاری الصلاة، باب ۹۱، ۸۴/۱] ''كان بين مصلى

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول الله ﷺ وبين الجدار ممر الشاة'' [بخاریؒ ،صلاة ،باب ۹۱ ح:۴۹۷ ،مسلم صلاة ح:۲٦۲]

مبحث [۵]: ستون: سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ اس ستون کے پاس نماز کا خاص اہتمام کرتے تھے جو مصحف شریف کے پاس تھا اور کہتے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی جگہ اہتمام سے نماز پڑھتے تھے۔ [بخاری، الصلاة، باب ۹۵، الصلاة إلى الأسطوانة، ح:۵۰۳، الأذان، باب ۱٤ ح:٦۲۵]

انس رضی اللہ عنہ: یقیناً میں دیکھتا تھا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام کی تشریف آوری تک مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی جلدی بڑھتے تھے۔ (مغرب سے پہلے سنت پڑھنے کے لیے) [بخاری ، الصلاة، ۹۵ إلى الأسطوانة ح:۵۰۳، ۱/٦۸۸، الأذان باب ۱٤، ح :٦۲۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: ''نماز پڑھنے والے باتیں کرنے والوں سے زیادہ ستونوں کے حقدار ہیں۔'' اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک ستون کے قریب لے آیا اور فرمایا: ''صل إليها'' اس کی جانب نماز پڑھو۔'' [بخاری، الصلاة، باب ۹۵، الصلاة إلى الأسطوانة۔ ذكره تعليقاً]

مبحث [٦]: نیزہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ: ''ان النبي ﷺ كان يركز الحربة ثم يصلي إليها'' ''نیزہ زمین میں گاڑ کر اسی کی طرف نماز پڑھتے تھے۔'' [بخاری العيدين باب ۹۲ ۱/٦۸۵، مسلم صلاة باب سترة المصلي ح:۲٤۵ ٤/۲۱۸]

مبحث [۷]: درخت : حضرت علی رضی اللہ عنہ: لقد رأيتنا ليلة بدر وما منا إنسان إلا نائم إلا رسول الله ﷺ فإنه كان يصلي إلى شجرة ويدعو حتى أصبح. [مسند أحمد ۱/۱۲۵،۱۳۸ ، السنن الكبرى للنسائي ابواب السترة ح:۸۲۳، صححه الألباني كما قاله المحقق، كنزالعمال،ح: ۲۹۹٤٤، فتح الباري ۱/ ۵۸۰] ''ہمیں یاد ہے کہ غزوہ بدر کی رات ہم سب سو رہے تھے، البتہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کی جانب نماز پڑھتے ہوئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی۔''

مبحث [۸]: لاٹھی: أبو جحيفة رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ ہماری طرف دوپہر کو تشریف لائے، آپ نے وضو کیا پھر ہمیں ظہر اور عصر پڑھائی جب کہ آپ ﷺ کے سامنے لاٹھی (عنزة) نصب تھی، عورت اور گدھا اس کے پیچھے سے گزرتے تھے۔ [بخاری، الصلاة، باب ۹۳، ح:٤۹۹، ۱/٦۸۵، باب ۱۷ ح :۳۷٦، مسلم الصلاة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باب سترة المصلى ح :٢٤٩، ٢٥٠ ٤/ ٢١٩]

عنزة وہ لاٹھی ہے جس کی لمبائی عصا اور نیزے کے درمیان ہوتی ہے، نچلی جانب لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے، اس پر بزرگ ٹیک لگاتے ہیں۔[المعجم الوسيط]

مبحث (۹): نیزہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ:''كان ﷺ يركز الحربة ثم يصلي إليها.'' ''نیزہ گاڑ کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔''[مسلم الصلاة باب سترة المصلى ح ٢٤٥، ٤/ ٢١٨]

مبحث (۱۰): کجاوہ :

ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ ''كان يأخذ هذا الرحل فيعدله فيصلي إلى آخرته.''[بخاری، الصلاة، باب ٩٨ الراحلة والبعير ١/ ٦٩١]'' کجاوہ نصب کرتے پھر اس کے پچھلے حصے کو سترہ بنا کر نماز پڑھتے تھے۔''

مبحث (۱۱): سواری : ابن عمر رضی اللہ عنہ: ''ان النبي ﷺ صلى إلى بعير'' [مسلم، الصلاة، ح: ٢٤٨، ٤/ ٢١٨]'' آپ ﷺ نے اونٹ کو (بٹھا کر اسے) سترہ بنا کر نماز پڑھی۔''

﴿والخيلَ والبغالَ والحميرَ لتركبوها وزينةً ويخلق ما لا تعلمون ۝﴾ [النحل: ٨]

گھوڑے اور خچر کو بٹھا کر اور باندھ کر سترہ بنا سکتے ہیں نیز گاڑی وغیرہ کو بھی۔

البتہ ''قطع نماز'' کی حدیث کی وجہ سے ''گدھے'' کو سترہ بنانا مناسب نہیں لگتا۔ والله أعلم

مبحث (۱۲): چارپائی : عائشہ رضی اللہ عنہا: ''...... فيجيء النبي ﷺ فيتوسط السرير فيصلي ......'' [بخاری، الصلاة، باب ٩٩، ح ٥٠٨، ١/ ٦٩٢، مسلم صلاة ح: ٢٧١]''رأيت رسول الله ﷺ يصلي مقابل السرير وأنا عليه بينه وبين القبلة '' [احمد ٦/ ٩٨، ١٢٥، ٢٣٠]

پس بستر یا چارپائی کو بھی سترہ بنا سکتے ہیں، اگر چہ اس میں کوئی سو رہا ہو۔

مبحث (۱۳): جائے نماز: ابن عباس رضی اللہ عنہ: ''ان النبي ﷺ صلى على بساط.'' [أحمد، ابن ماجه ١/ ١٦٩ وصححه الألباني]''نبی ﷺ نے بچھونے پر نماز ادا فرمائی۔''

أنس رضی اللہ عنہ: ''......فقمت إلى حصير لنا فنضحته بماء ......فصلى عليه.'' [بخاری صلاة باب ٢٠ ح: ٣٨٠، مسلم مساجد ح: ٢٦٦]''میں نے بچھونے کو پانی سے صاف کیا پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز ادا فرمائی۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن أبی سعید رضی اللہ عنہ : ......فرأیته ﷺ یصلی علی حصیر یسجد علیه. [بخاری الصلاة باب ٢٠ الصلاة علی الحصیر ٥٨٣/١، مسلم المساجد ح:٢٧١ ٥/ ١٦٥ ونحوه عن أنس مسلم ح:٢٦٥] ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو چٹائی پر نماز پڑھتے دیکھا، سجدہ بھی اسی پر کرتے تھے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کے بستر پر اس حالت میں نماز پڑھتے تھے کہ وہ آپ ﷺ اور قبلے کے درمیان جنازہ رکھنے کی طرح لیٹی ہوتی تھیں۔'' [بخاری الصلاة باب ٢٢ الصلاة علی الفراش ح:٣٨٣]

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا: ''کان رسول اللہ ﷺ یصلی علی الخمرة''، ''چھوٹی چٹائی پر نماز ادا فرماتے تھے۔'' [بخاری الصلاة باب ١٢١ ح:٣٨١، مسلم المساجد ح:٢٧٠ ٥/ ١٦٤]

ابوعبیدؒ: خمرة چھوٹی سی چٹائی ہے، جس پر دونوں ہاتھ اور چہرہ رکھا جا سکتا ہے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ: ''کان ﷺ یستحب أن یصلی علی الفروة المدبوغة'' [أحمد ٢٥٤/٤ وضعفه الألبانیؒ ضعیف الجامع الصغیر ٤٥٥٥] ''آپ ﷺ دباغت شدہ پوستین پر نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔''

شافعیہ: ''جائے نماز'' وغیرہ بھی سترہ شمار ہوگا، کیونکہ اس سے بھی نماز کی علامت ظاہر ہوتی ہے۔

الصنعانیؒ: یہ درست ہے۔ [سبل السلام ٢٢٥/١]

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ: ''ما أبالی لو صلیت علی ست طنافس بعضها فوق بعض'' ''اگر میں اوپر تلے چھ غالیچوں کے اوپر نماز پڑھوں تو بھی کوئی ہرج نہیں سمجھتا۔'' [نیل الاوطار ١٤٤/٢ بحوالہ: ابن ابی شیبة ٤٣٧/١] ''پانچ غالیچوں پر'' [بخاری: التاریخ الکبیر] ''الطنفسة'' بتثلیث الطاء والفاء: روئیں دار چادر [المعجم الوسیط]

ترمذیؒ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اکثر اہل علم کے نزدیک بچھونے اور چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنا درست ہے۔ [ترمذی الصلاة، باب ١٣٢ ما جاء فی الصلاة علی البسط ١٥٤/٢]

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ عام فرش زمین کے اوپر کوئی چیز بچھا کر نماز پڑھنا بھی بلاشبہ جائز ہے، لیکن بچھائی جانے والی چیز (جائے نماز) امکانی حد تک سادہ ہونا چاہیے۔ واللہ أعلم

نیز نماز کی جگہ پاک وصاف رکھنے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ [التراث ١٧/٢١]

یاد رہے کہ اسلاف کرامؒ عام طور پر زمین پر ہی نماز پڑھتے تھے۔ ابن تیمیہؒ: نماز کے لیے جائے نماز بچھانے کا اہتمام کرنا مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اور ان کے پیروکار اسلافؒ کا طریقہ نہیں تھا۔ [مجموع فتاوی ١٦٣/٢٢]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مبحث [۱۴]: لکیر:

زیر درس حدیث کی روشنی میں شافعیہؒ کا نظریہ ہے: جائے نماز بھی نہ ملے تو ''لکیر'' ہی کھینچ لینا چاہیے۔

ابن عبدالبرؒ: علماء نے ایسی چیزوں میں اختلاف کیا ہے جو چوڑائی میں رکھی جاتی ہیں' کھڑی نہیں کی جاسکتیں۔ اسی طرح لکیر میں بھی۔ جن کے نزدیک سترے کی اونچائی کلائی کی ہڈی کے برابر یا کچھ کم ہے' ان کے ہاں لکیر جائز ہے' نہ رکھی ہوئی لاٹھی۔ یعنی مالکؒ، لیثؒ، ابوحنیفہؒ واصحابہؒ یہ کہتے ہیں کہ لکیر کی کوئی حیثیت نہیں اور یہی ابراہیم نخعیؒ کا بھی قول ہے۔ امام احمدؒ، ابوثورؒ: اگر کوئی چیز نہ ملے تو خط کھینچ لے۔ امام اوزاعیؒ اور سعید بن جبیرؒ کے علاوہ شافعیؒ نے بھی عراق میں یہی کہا ہے۔ جبکہ آپؒ نے مصر میں کہا: خط والی حدیث صحیح ہو تو ٹھیک ورنہ خط کافی نہیں۔ [التمهيد ٤/١٩٨]

لکیر کی کیفیت: **[۱]**: اوزاعیؒ: لکیر چوڑائی میں ہوگی۔ **[۲]**: عبداللہ بن داوٗد الخریبیؒ: لمبائی میں قبلہ رخ۔ **[۳]**: احمدؒ: ہلال ومحراب کی طرح گولائی میں۔ [أبوداود، التمهيد ٤/٢٠٠] یہی قول مناسب لگتا ہے۔

فصل ثانی: سترے کا فقدان یا دوری

مبحث [۱]: عدم سترہ:

الفضل بن العباس رضی اللہ عنہ: ''ہمارے ہاں دیہات میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ (ہمارے والد) عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے میدان میں نماز پڑھی جبکہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہیں تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی پروانہ کی۔'' [أبو داود الصلاة باب ١١٤ الكلب لا يقطع الصلاة ح:٧١٨ ،نسائى القبلة باب ما يقطع الصلاة وما لا يقطع ٢/٦٥ وضعفه الألبانيؒ]

بفرضِ صحت حدیث ان جانوروں کو کافی دور سمجھ لینا چاہیے۔ **والله أعلم**

عن كثير بن كثير عن أبيه عن جده :''رأيت رسول الله ﷺ طاف بالبيت سبعا ثم صلى ركعتين بحذائه فى حاشية المقام وليس بينه وبين الطوّاف أحدٌ.'' [نسائى القبلة باب ٩ الرخصة فى المرور ٢/٦٧] **المطلب بن وداعة الهاشمي** رضی اللہ عنہ: ''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام کے کنارے دو رکعت نماز پڑھی جبکہ آپ ﷺ اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی نہیں تھا۔'' اس حدیث میں سترہ نہ ہونے کا ذکر ہے، اسی لیے امام نسائیؒ نے ''نمازی کے آگے سے گزرنے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواز'' کا عنوان باندھا ہے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے، کیونکہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے: ''الطواف بالبيت صلاة......''[نسائی مناسك باب ١٣٦ إباحة الكلام فی الطواف ٥/٢٢٢ عن رجل رضی اللہ عنہ، دارمی المناسك باب ٣٢ ح:١٨٤٧ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ] ''بیت اللہ کا طواف بھی نماز (جیسی عبادت) ہے۔''

مبحث (۲): سترہ بعیدہ:

عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال أحسب عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال:'' إذا صلى أحدكم إلى غير سترة فإنه يقطع صلاتَه الكلبُ والحمارُ والخنزيرُ واليهوديُ والمجوسيُ والمرأةُ ويجزئ إذا مروا بين يديه على قذفة بحجر.'' ''جب تم سترے کے بغیر نماز پڑھیں تو کتا، گدھا، سؤر، یہودی، مجوسی اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہے اور اگر یہ چیزیں پتھر پھینکنے کے فاصلے پر گزریں تو کافی ہے۔'' [أبو داود: الصلاة، تفريع أبواب السترة باب ١١٠ مايقطع الصلاة ح:٧٠٤ وقال: المنكر فيه ذكر المجوسي والخنزير، وفيه :على قذفة بحجر۔الألبانی: ضعيف]

عکرمہ: اگر نمازی اور نماز توڑنے والی چیز کے درمیان پتھر پھینکنے کی مسافت ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ [التمهيد ٤/١٩٦]

نمازی کو سترہ کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے، خصوصاً جب کسی انسان، حیوان یا بچے کے گزرنے کا خطرہ ہو۔ لیکن بھول چوک، مجبوری یا سترہ کے اٹھ جانے کی صورت میں عکرمہ کے فتوے اور ''قذفة بحجر'' کی ضعیف روایت کے مطابق نماز میں نقص کے خطرے سے بچنے کی امید ہوسکتی ہے، کیونکہ دورانِ نماز مقام سجدہ پر اور تشہد میں انگشت شہادت پر نظر مرکوز رکھنے والے کو پتھر پھینکنے کی مسافت (تقریباً 15,10 فٹ) سے آگے گزرنے والا نظر ہی نہیں آئے گا۔ والله أعلم

فصل ثالث: آداب سترہ

انس رضی اللہ عنہ: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''إن أحدكم إذا صلى يناجي ربه ......'' [بخاری مواقيت باب ٨ ح:٥٣١، مسلم المساجد ح:٥٧] ''بیشک تم جب نماز پڑھتے ہو تو اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہو......''

مقبول و مسنون نماز صرف وہی ہے جس میں پوری توجہ معبودِ برحق کی طرف مبذول ہو اور بندہ دنیائے فانی کی رنگینیوں سے بے تعلق ہو کر اپنے خالق و مالک تعالیٰ سے سرگوشی کرے۔ اس عظیم ترین مقصد کا تقاضا ہے کہ نمازی اپنے جسم، لباس اور نماز کی جگہ کو صاف اور امکانی حد تک سادہ رکھنے کا اہتمام کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مبحث (۱): لباس کی سادگی:

عن عائشة أن النبي ﷺ صلى في خميصة لها أعلام ، فنظر إلى أعلامها نظرةً ، فلما انصرف قال: '' اذهبوا بخميصتي هذه إلى أبي جهم وأتوني بإنبجانية أبي جهم، فإنها ألْهَتْني آنفاً عن صلاتي .'' [بخاري الصلاة باب إذا صلى في ثوب له أعلام ونظر إلى علمها، مسلم ۴۴،۴۳/۵] ''آپ ﷺ نے ایک دھاریدار چادر میں نماز پڑھی پھر اس کی لکیروں پر ایک نظر پڑی ،نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:''میری یہ دھاریدار چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور ابوجہم سے انبجانی (سادہ) چادر لے آؤ، بیشک ابھی اس نے (ایک لمحہ) میری توجہ نماز سے ہٹادی۔''

عائشہؓ: قال النبي ﷺ : ''كنت أنظر إلى علمها وأنا في الصلاة ، فأخاف أن تفتنني.'' [بخاري تعليقاً] ''میں دورانِ نماز اس کے نشان (لکیروں) کی طرف دیکھ رہا تھا، پس مجھے اس پر فتنے کا اندیشہ ہے۔''

مبحث (۲): مسجد کی سادگی:

عن ابن عباس ؓ قال قال رسول الله ﷺ''ما أمرت بتشييد المساجد'' [البخاري،الصلاة باب ٦٢ (تعليقا)، أبوداود ح:٤٤٨] ''مجھے مساجد کو بلند و بالا اور مزین بنانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔''

ابن عباس ؓ:''لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى'' [بخاري، تعليقاً ١/ ٦٤٢] ''تم ضرور بضرور انہیں مزین کر کے دم لوگے، جس طرح یہود و نصاریٰ نے مزین کیا۔''[أبوداود ١/ ٣١٠، ابن حبان]

البغویؒ: التشييد: عمارت کو بلند اور لمبا بنانا۔ الشوكاني: الزخرفة: زیب و زینت. [نيل ٢/ ١٦٧]

ابوالدرداء ؓ:''إذا حليتم مصاحفكم و زوّقتم مساجدكم فالدمار عليكم'' ''جب تم اپنے مصاحف (قرآن) کو آراستہ کروگے اور اپنی مساجد کو پیراستہ کروگے تو تم پر آفتیں ٹوٹ پڑیں گی۔''

الشوکانیؒ: معلوم ہوا کہ مساجد کو مزین کرنا بدعت ہے۔[نيل الأوطار ٢/ ١٦٧]

أنس ؓ:'' يتباهون بها ثم لا يعمرونها إلا قليلا.'' [بخاري الصلاة، باب ٦٢ بنيان المسجد] ''وہ مساجد کی تزئین و آرائش میں فخر کریں گے پھر انہیں کم ہی آباد کریں گے۔''

ابن حجرؒ: آبادکاری سے مراد نماز اور ذکر الٰہی کے ذریعے آباد رکھنا ہے۔[فتح الباري ١/ ٦٤٣]

حضرت علی ؓ:'' یہ قیامت کی نشانی ہے۔''[نيل الأوطار ٢/ ١٦٨]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن أنس ﷺ عن النبی ﷺ یقول: ''لا تقوم الساعة حتی یتباهی الناس فی المساجد'' [أبوداؤد الصلاة باب فی بناء المساجد، نسائی مساجد باب المباهاة فی المساجد وصححه الألبانیؒ] ''جب تک لوگ مساجد (کی زیب وزینت) میں ایک دوسرے پر فخر نہ کرنے لگیں قیامت برپا نہ ہوگی۔''

ابوسعید الخدری ﷺ: مسجد نبوی کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی اور حضرت عمر فاروق ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر نو کا حکم دیتے ہوئے (معمار سے) ارشاد فرمایا: ''أکنَّ الناسَ من المطر، وإیاک أن تحمّر أو تصفّر فتفتن الناس.'' ''لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور میں تمہیں سختی سے منع کرتا ہوں کہ سرخ یا پیلا (رنگین) ہرگز نہ کرنا کہ (نماز میں شوخ رنگ دیکھ کر) لوگ فتنے میں پڑ جائیں۔'' [بخاری الصلاة باب بنیان المسجد]

جوازِ تزئین سے متعلق دلائل وآراء:

(۱) ابن عمر ﷺ: '' ثم غیره عثمان ﷺ فزاد فیه زیادة کثیرة وبنی جداره بالحجارة المنقوشة والقصة وجعل عموده من حجارة منقوشة وسقفه بالساج.'' [بخاری، الصلاة، باب: بنیان المسجد ۱/ ٦٤٣] ''پھر حضرت عثمان ﷺ نے کافی توسیع کی اور اس کی دیواریں توڑے ہوئے پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں اور ستون بھی توڑے گئے پتھروں سے بنائیں اور ساگوان (ایک عمدہ لکڑی) کی چھت لگائی۔''

مناقشہ: ''حجارة منقوشة'' کا ظاہری معنی یہ لگتا ہے کہ پتھروں پر کمالِ مہارت اور مہنگی ترین فنکاری سے پھول بوٹے کرید کر ان میں رنگ بھرا ہو، جیسے کہ اہل بدعت قبروں کے کتبوں پر کرتے ہیں۔ لیکن یہ تصور درج ذیل وجوہات کی بنا پر بالکل غلط ہے:

(۱) مساجد کی تزئین وآرائش سے منع کی واضح دلائل کی روشنی میں خلیفہ راشد حضرت عثمان ﷺ سے ایسے اقدام کی توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی۔

(۲) راجح قول کے مطابق توسیع عثمانی ۳۰ھ میں ہوئی ہے۔ [فتح الباری ۱/ ٦٤٩] اس وقت صحابہ کرام ﷺ کی کثیر تعداد موجود تھی۔ جبکہ خلفائے راشدین ﷺ کے سامنے حق کے بیان میں کوئی خطرہ بھی نہیں تھا۔

(۳) اسلافؒ کے اس دور میں اِس معیار کی تزئین وآرائش کا تصور کم از کم اسلامی دنیا میں ممکن نہیں تھا۔

(٤) مساجد کی تزئین اموی حکمران ولید بن عبدالملک (۹٦ھ) نے شروع کی۔ [فتح الباری ۱/ ٦٤٩]

پس ''حجارة منقوشة'' سے مراد یہ ہے کہ پتھروں کو توڑ کر ڈبل دیوار تعمیر کی گئی، اس پر چونے کا گارا استعمال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا گیا تا کہ دیوار مضبوط اور سیدھی بنے، نیز گرمی وسردی سے بچانے میں مفید ہو۔ پتھروں کا ہموار رخ بیرونی جانب رکھا گیا، اور پر پلستر بھی نہیں کرایا گیا، تا کہ سادگی برقرار رہے اور کسی قسم کے نقش ونگار کی گنجائش نہ رہے۔ واللہ أعلم

ابن بطالؒ: مسجد کی تعمیر میں سنت یہ ہے کہ میانہ روی سے بنائی جائے اور اس کی تزئین وآرائش میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے توسیع کے ساتھ عمدہ عمارت بنائی' جس میں زیب وزینت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے (دورِ فاروقی سے موازنہ کرکے) اعتراض کیا۔

(۲) اسلاف کرامؒ نے مسجد کی تزئین پر انکار نہیں کیا، لہٰذا یہ مستحسن ہے۔ اور یہ خوبصورتی لوگوں کو مساجد کی طرف راغب کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

(۳) البدر المنیرؒ: جب لوگوں نے اپنے گھروں کو زیب وزینت سے آراستہ کرلیا تو مناسب ہوا کہ مسجدیں بھی خوبصورت بنائی جائیں، تا کہ (مادہ پرستانہ ذہنیت والوں کے دلوں میں) ان کی توہین نہ ہو۔

مناقشہ: اگر تزئین وآرائش سے ''منع'' صرف زہد وقناعت میں اسلافؒ کی اتباع کے لیے ہو' تو مذکورہ بالا بیان ٹھیک ہے، لیکن اگر ممانعت نمازی کی توجہ ہٹنے کے خوف سے ہو تو یہ ''بہانہ'' معقول نہیں، کیونکہ منع کی علت باقی ہے۔ [فتح الباری ۱/ ٦٤٤] شوکانیؒ: ان دلائل پر صاحب توفیق اعتماد نہیں کرے گا۔ [نیل الأوطار ۲/ ١٦٨]

(٤) مساجد کی تزئین کو امام ابوحنیفہؒ نے جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ مسجد کی تعظیم کے لیے ہو اور اس میں بیت المال سے خرچ نہ کیا جائے۔ [فتح الباری ۱/ ٦٤٤، ٦٤٩]

جائے نماز کی سادگی:

أنس رضی اللہ عنہ: ''**کان قرام لعائشة قد سترت به جانب بیتها فقال لها النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''أمیطی عنی قرامک هذا، فإنه لایزال تصاویره تعرض لی فی صلاتی.**'' [بخاری الصلاة باب إن صلی فی ثوب مصلب أو تصاویر هل تفسد صلاته] ''عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک باریک کپڑا تھا جس سے کمرے میں ایک طرف پردہ کر رکھا تھا، آپ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے اس پردے کو ہٹاؤ، کیونکہ اس کی تصویریں مجھے نماز میں بھی نظر آتی ہیں۔''

پردے کی تصویروں پر اعتراض کا سبب یہ بیان فرمایا کہ دورانِ نماز اس طرف دھیان ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے سامنے کی دیوار بھی سادہ ہونا چاہیے۔ جبکہ ''**جائے نماز**'' کی سادگی دیوار کی سادگی سے کہیں زیادہ اہم ہے، کیونکہ نمازی کے لیے دیوار کو دیکھنے کی ''اجازت'' نہیں، لیکن حالت قیام میں سجدہ کی جگہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور تشہد میں انگشت شہادت پر نظر رکھنا ہی ''مطلوب'' ہے، جس سے جائے نماز پر نظر پڑ جاتی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا: ''دخل رسول اللهﷺ الكعبة وما خلف بصره موضع سجوده حتىٰ خرج منها.'' [الحاكم ۱/۴۷۹ وقال: صحيح على شرط الشيخين، البيهقيؒ ۵/۱۵۸ وصححه الألبانيؒ ـ إرواء ح:۳۵۴] ''آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو نگاہ اپنی سجدہ گاہ سے نہ ٹلی، یہاں تک کہ باہر تشریف لائے۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہ: إن النبي ﷺ كان إذا جلس في الصلاة وضع يديه على ركبتيه ورفع أصبعه اليمنى التي تلي الإبهام فدعا بها. [مسلم صلاة ح:۱۱۵-۱۱۷] ''ويرمي ببصره إليها'' [مستخرج أبي عوانة الصلاة بيان الإشارة بالسبابة، صحيح ابن خزيمة صلاة باب الإشارة بالسبابة نحوه۔ صححه الألبانيؒ ونسبه إلى مسلم بدون الفرق ـ صفة صلاة النبي ﷺ ص:۱۵۸] ''آپ ﷺ تشہد میں بیٹھ کر ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دعا فرماتے اور اپنی نظر اسی (اشارے) پر مرکوز رکھتے تھے۔''

نیز اس حدیث میں جن ''تصویروں'' کی وجہ سے پردے کو ہٹانے کا حکم دیا گیا، وہ صرف جائز قسم کی تصویریں ہیں جیسے پھول یا لکیریں وغیرہ۔ اگر جاندار چیزوں کی تصویریں ہوتیں تو نماز میں توجہ بٹنے کے خدشے کے بغیر بھی حرام ہوتیں کیونکہ یہ رحمت کے فرشتوں کو روکنے کا سبب بنتی ہیں۔ [التراث ۲۴/۳۰-۳۱] والله أعلم

شوکانیؒ: معلوم ہوا کہ ان جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں تصویریں ہوں اور تصویر بھی زیب و زینت کی ایک قسم ہے۔ نیز ایسی صورت میں نماز ''باطل'' نہیں ہوتی، کیونکہ آپ ﷺ نے نماز توڑ کر دہرائی نہیں ہے۔ امام بخاریؒ کے عنوانِ باب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تصویر پر نظر پڑ جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ نے عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: ''إني كنت رأيت قرني الكبش حين دخلت البيت فنسيت أن آمرك أن تخمرهما، فخمّرهما فإنه لا ينبغي أن يكون في قبلة البيت شيئٌ يُلهي المصلِيَ'' [أحمد ۴/۶۸، ۵/۳۸۰، أبوداود حج باب ۹۵ ح:۲۰۳۰ وصححه الألبانيؒ] ''بیشک میں نے کعبہ شریف میں مینڈھے کے سینگ دیکھے تھے پھر تجھے انہیں ڈھانپنے کا حکم دینا بھول گیا تھا۔ اب تو انہیں ڈھانپ دے، بلاشبہ قبلے میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونا چاہیے جو نمازی کی توجہ مبذول کرے۔''

شوکانیؒ: معلوم ہوا کہ محراب وغیرہ نمازی کے سامنے کی ہر چیز کو نقش و نگار یا تصویر جیسی کسی بھی ایسی چیز سے مزین کرنا مکروہ ہے جس کی طرف نمازی کا دھیان جائے، نیز ایسی چیزوں کو ڈھانپ دیا جائے تو توجہ بٹنے کا خطرہ دور ہونے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی وجہ سے کراہت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ نیز یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے ذبح شدہ مینڈھے ﴿ذبح عظیم﴾ کے سینگ تھے۔[نیل الأوطار ۲/ ۱۸٤]

لہٰذا نمازی کے آگے کسی متبرک چیز کا وجود بھی مکروہ ہے، جس سے نماز میں خلل کا اندیشہ ہو۔ پس جائے نماز بالکل سادہ ہونا چاہیے، حتیٰ کہ اس پر خانہ کعبہ شریف کی تصویر ہونا بھی مناسب نہیں۔ واللہ أعلم

فصل رابع: بعض متعلقہ مسائل

مبحث (۱): نمازی کے آگے سے اٹھ کر چلے جانا

پچھلی صف میں آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو اگلی صف کا آدمی اُس نمازی کا سترہ ہے۔ اُسے اِس کے سلام پھیرنے تک اطمینان سے انتظار کرنا چاہئے۔[المنهاج شرح مسلم ٤/ ٢١٧، ٢٢٥، فتح الباري ١/ ٦٩٨]

نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿الذين آمنوا وتطمئن قلوبهم بذكر الله ألا بذكر الله تطمئن القلوب﴾[الرعد ۲۸] ''(ہدایت یافتہ ہیں) وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور ان کے دل ذکر الٰہی سے اطمینان پاتے ہیں، جان لو! ذکر الٰہی ہی اطمینان قلبی کا باعث ہے۔'' رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''......فإذا صلى لم تزل الملائكة تصلي عليه ما دام في مصلاه: ''اللهم صل عليه، اللهم ارحمه......'' [بخاری الأذان باب ۳۰ فضل صلاة الجماعة ح:٦٤٧] ''باجماعت نماز کے بعد جب تک نمازی اپنی جگہ پر رہے، اس وقت تک فرشتے لگا تار اس کے لیے دعا گو رہتے ہیں: ''اے اللہ اس پر رحمت بھیج دے، اے اللہ اس پر رحمت کی برکھا برسا دے۔'' لیکن...... مادہ پرستی کے اس دور میں انسان دو منٹ صبر کرنے کی بجائے ''ضرورت ایجاد کی ماں ہے'' کے مصداق کئی ''ماڈرن'' صورتیں اختیار کرتے ہیں:

﴿۱﴾ متبادل سترہ: بعض مساجد میں اضافی سترے دستیاب ہوتے ہیں، اگلے صف کا نمازی ایک عدد سترہ اٹھا کر پچھلے نمازی کے آگے رکھ کر چلا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اسلاف ؒ میں رائج نہیں تھا۔ بہر حال آدمی نے اپنی جگہ دوسرا سترہ رکھ لیا تو امید ہے کہ ممانعت کے حکم سے بچ جائے گا۔ واللہ أعلم

﴿۲﴾ متبادل عارضی سترہ: اگلی صف والا اپنی چادر، لاٹھی یا کوئی اور سامان نمازی کے آگے ''عارضی'' طور پر کھڑا کر کے خود اس کے آگے سے ہٹ جاتا ہے، پھر اس چیز کو بھی لے کر چلا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے اور کئی لحاظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اس میں قباحت ہے: (۱) اسلاف سے ثابت نہیں ۔(۲) حیلہ ہے۔(۳) نمازی کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

﴿۳﴾ لفظ ''مرور'' سے فرار : اگلی صف کا آدمی نمازی کے آگے سے اٹھ کر دوسرے بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے سے نکل جاتا ہے۔اس میں کئی قباحتیں ہیں:

(۱): یہ شخص نمازی کا سترہ تھا،اس کے اٹھ جانے سے نمازی کی توجہ بٹتی ہے۔یہ وہی عظیم حکمت تھی جس کی خاطر شریعت نے سترہ کے اہتمام کا حکم دیا اور گزرنے والے کو''شیطان'' قرار دے کر اس سے لڑنے تک کی ہدایت فرمائی۔

(۲): اس کے چلے جانے سے نمازی بغیر سترہ کے رہ گیا۔ (۳): اسلافؒ سے اس طرح اٹھ جانا ثابت نہیں۔

(۴): اس طرح اٹھ جانے والے نے ظاہری لفظ''مرور'' سے بچنے کے لیے''حیلہ'' اختیار کیا۔

مؤمن پر''مقاصد شریعت'' کی پاسداری لازم ہے۔مقاصد شریعت کو پس پشت ڈال کر لفظی چکر میں الجھنا اور اس قسم کے''حیلے'' کرنا غلط ہے،حیلوں کی گنجائش صرف فقہ حنفی میں ملتی ہے۔جمہور علماء امت تو ایسے حیلوں کی شدید مذمت کرتے ہیں،حتیٰ کہ کوئی پرہیز گار حنفی عالم بھی ان حیلوں کو شرعاً جائز نہیں کہہ سکتا۔

﴿ج﴾ بلا تکلف شیطان بننا: آدمی بلا تکلف اٹھ کر چلا جاتا ہے اور ممانعت والی حدیث کی پروا نہیں کرتا۔ یہ جہالت کی بنا پر ہو تو اسے سمجھانا ضروری ہے،اور جان بوجھ کر مخالفت کرنا ہو تو یقیناً''حرام'' ہے اور وہ شخص بالفاظ نبوی''شیطان'' ہے۔

بہر حال نمازی کو خود بھی چاہیے کہ اگلے شخص کو فتنے سے بچانے کے لیے نماز بہت لمبی نہ کرے۔ واللہ أعلم

مبحث [۲]: گردن پھلانگنا:

فرض نماز سے سلام پھیرتے ہی نکلنے والا لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر صف پار کرتا ہے۔اور یہ کام بھی شرعاً معیوب و مذموم ہے۔ابو سعید الخدریؓ اور ابو ہریرہؓ دونوں رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:''من اغتسل یوم الجمعة ...... فلم یتخطّ أعناق الناس ...... کانت کفارة ......'' جو شخص غسل کر کے شرعی آداب کے مطابق جمعہ کے لیے آئے......لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے......تو اس کے ہفت روزہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: مزید تین دن کا بھی۔''[أبو داؤد، الطهارة، باب غسل يوم الجمعة ح: ۳۴۳ وحسنه الألبانيؒ]

عبداللہ بن عمروؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ''...... ومن لغا وتخطى رقاب الناس كانت له ظهراً'' جو شخص دوران خطبہ کوئی بیہودہ حرکت کرے یا لوگوں کی گردنیں پھلانگے،اس کے لیے (جمعہ کے بجائے)

© rasailojaraid.com